رسالہ حیاۃ الانبیاء

ترجمہ

انباہ الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء

☆ مصنفہ ☆

شیخ المحدثین تاج المفسرین افضل المحققین اکمل المصنفین

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ

جناب مولوی حفیظ اللہ خان صاحب حفیظ مولوی فاضل

مطبوعات مجلس اشاعت العلوم، جامعہ نظامیہ

حیدر آباد ۵۰۰۰۶۴ اے پی، الھند

سلسلہ مطبوعات اشاعت العلوم نمبر (۱۷)

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون

رسالہ حیاۃ الانبیاء

ترجمہ

انباہ الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء

—— جس میں ——

حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و سلم و دیگر انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الممات کمال تحقیق و توضیح سے ثابت کی گئی ہے ۔ اور حدیث معارض کا متعدد طرق سے معقول جواب دیا گیا ہے

—— مصنفہ ——

شیخ المحدثین تاج المفسرین افضل المحققین اکمل المصنفین امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

—— مترجمہ ——

جناب مولوی حافظ حفیظ اللہ خان صاحب حفیظ

☆ حسب الحکم ☆

حضرۃ العلامہ شیخ الاسلام عارف باللہ الحافظ محمد انوار اللہ فاروقی قدس سرہ بانی جامعہ نظامیہ

☆ باہتمام ☆

مجلس اشاعت العلوم ، جامعہ نظامیہ

حیدرآباد ۰۰۶۴۔ ۵ ۱۰ اے پی ، الھند

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

طبع	ثالث
تعداد	ایک ہزار
سنہ طباعت	صفر المظفر ۱۴۱۹ھ مطابق جون ۱۹۹۸ء
کتابت	جامعہ نظامیہ کمپیوٹر سنٹر
قیمت	روپئے

☆☆ ناشر ☆☆

مجلس اشاعت العلوم

پتہ

دفتر اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ

حیدرآباد ۵۰۰۰۶۴ ، اے پی ، الهند

فون نمبرات: 4576772/ 4416847

فیاکس نمبرات: 0091 - 40 - 4578582/4416847

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ و الصلاۃ و السلام علی من لا نبی بعدہ و علی آلہ و صحبہ البررۃ ۔ اما بعد ۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا حافظ محمد انوار اللہ فاروقی رحمہ اللہ تعالی نے عقائد و مسائل اہل سنت و الجماعت کی اشاعت و تبلیغ اور عام مسلمانوں کی رشد و ہدایت کیلئے مجلس اشاعت العلوم کے نام سے ایک ادارہ قائم فرمایا اور تاحیات خود سرپرست رہے ۔ الحمد للہ اب بھی وہ ادارہ احاطہ جامعہ نظامیہ میں اپنا مقصد پورا کررہا ہے ۔ اس ادارہ سے اب تک سو سے زائد کتابیں شائع ہوچکیں ۔ بعض کتابیں اپنی افادیت و اہمیت کے لحاظ سے دو دو چار چار مرتبہ شائع ہوئیں ۔ منجملہ ان کے کتاب ہذا "انباء الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء" مؤلفہ مولانا حفیظ اللہ خان صاحب مرحوم مولوی فاضل بھی ہے جو اس عقیدہ اہل سنت کے اثبات کے لئے تالیف کی گئی ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ و السلام باحیات ہیں جسے نہایت واضح دلائل و براہین سے بیان کیا گیا ہے ۔ اس کے مطالعہ سے ہر سنی مسلمان نہ صرف اپنے ایمان میں تازگی محسوس کرے گا بلکہ دوسرے فرقہ والوں کا مدلل جواب دینے کے قابل ہوگا ۔ یہ کتاب عرصہ دراز سے نایاب ہوچکی تھی اور شدت سے اس کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی لیکن مالیہ کی کمی اس کی اشاعت میں حائل تھی ۔ لیکن اب میرے ایک مخلص نے اس کی طباعت و اشاعت کی ذمہ داری لی ہے ۔ آپ کے تعاون سے یہ کتاب دوبارہ زیور طبع سے آراستہ ہوکر عامۃ المسلمین کے استفادہ کے لئے منصہ شہود پر آرہی ہے ۔ اللہ تعالی موصوف کو جزائے خیر دے اور ہم سب کو استفادہ کی توفیق دے ۔

آمین بجاہ سید الانبیاء و المرسلین۔

(حضرت مولانا) مفتی خلیل احمد عفی عنہ

شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ

حیدرآباد ، اے پی ، الهند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ المحدثین فخر المحققین امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالی نے رسالہ ہذا میں فرمایا

الحمد للّٰہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

ترجمہ ۔ ساری حمد اللہ کے لئے اور سلام اس کے صاف ستھرے بندوں پر

سوال :

اشکال یہ پیدا ہوا ہے کہ مشہور روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و سلم اپنے مزار مبارک میں زندہ ہیں اور اس کے ساتھ یہ روایت بھی آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ہے جب کوئی مسلمان مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالی میری روح کو مجھ پر لوٹا دے گا یہاں تک میں اس کو اس کے سلام کا جواب دوں گا

اس دوسری روایت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ روح اقدس بعض اوقات جسد اطہر سے مفارقت کرتی ہے ۔ پھر ان دونوں روایتوں میں کیوں کر تطبیق ہوگی ؟

واقعی یہ ایک اچھا سوال ہے اور اس قابل ہے کہ اس میں غور و فکر کیا جائے ۔

جواب :

میں کہتا ہوں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و سلم اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا اپنی اپنی قبر میں زندہ رہنا ہمارے نزدیک قطعی طور پر ثابت ہے ۔ اس لئے کہ ہمارے نزدیک ایک مسئلہ پر بہت سی دلیلیں قائم ہوچکی ہیں اور اس بارے میں متعدد حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں ۔

حیات انبیاء پر احادیث و آثار :۔ ۱ ۔ امام بیہقی رحمہ اللہ تعالی نے ایک جزء خاص اس بارے میں تالیف کیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں ۔ چنانچہ اس مضمون کی چند احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں

۱ ۔ اخرج مسلم عن انس رضی اللّٰہ عنہ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم لیلۃ اسری بہ مر بموسی علیہ السلام و ھو یصلی فی قبرہ ۔

ترجمہ ۔ مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم شب معراج میں موسی علیہ السلام پر اس حالت میں گزرے کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے ۔

۲ ۔ اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما ان النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم مر بقبر موسی علیہ السلام و ھو قائم یصلی فیہ ۔

ترجمہ ۔ ابو نعیم نے حلیہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم حضرت موسی علیہ السلام کی قبر پر اس حالت میں گزرے کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ۔

۳ ۔ اخرج ابو یعلی فی مسندہ و البیھقی فی کتاب حیوۃ الانبیاء عن انس رضی اللّٰہ عنہ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم قال الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون ۔

ترجمہ ۔ ابو یعلی نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے کتاب حیات الانبیاء میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ انبیاء (علیہم السلام) اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں ۔

۴ ۔ اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ عن یوسف بن عطیۃ قال سمعت ثابت البنانی رضی اللّٰہ عنہ یقول لحمید الطویل ھل بلغک ان احدا

یصلی فی قبره الا الانبیاء ؟ قال لا ۔

ترجمہ ۔ ابو نعیم نے حلیہ میں یوسف بن عطیہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے ثابت بنانی رضی اللہ عنہ کو حمید طویل سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ کیا آپ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ سوائے انبیاء کے کوئی اور بھی اپنی قبر میں نماز پڑھتا ہے ؟ انہوں نے کہا نہیں ۔

۵ ۔ اخرج ابو داود و البیهقی عن اوس بن اوس الثقفی رضی اللہ تعالی عنه عن النبی صلی اللہ علیه و سلم انه قال من افضل ایامکم یوم الجمعة فاکثروا علیّ الصلاة فیه فان صلاتکم تعرض علیّ قالوا یا رسول اللہ و کیف تعرض علیکم صلاتنا و قد ارمت یعنی بلیت ؟ فقال ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء ۔

ترجمہ ۔ ابو داؤد و بیہقی نے اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمہارے بہتر دنوں سے ہے لہذا اس میں کثرت سے مجھ پر درود بھیجنا کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا ۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ! ہمارا درود آپ پر کیوں کر پیش ہوگا حالانکہ آپ تو بوسیدہ ہوجائیں گے ۔ آپ نے فرمایا نہیں ! اللہ تعالی نے زمین پر انبیاء کے اجساد کا کھانا حرام کردیا ہے ۔

۶ ۔ اخرج البیهقی فی شعب الایمان و الاصبهانی فی الترغیب عن ابی هریرة رضی اللہ تعالی عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ و سلم من صلی علی عند قبری سمعته و من صلی علی غائبا بلغته ۔

ترجمہ ۔ بیہقی نے شعب الایمان میں اور صبہانی نے ترغیب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھے گا میں اس کو خود سنوں گا

اور جو غائبانہ پڑھے گا اس کا درود مجھ کو پہنچایا جائے گا ۔

۷ ۔ اخرج البخاری فی تاریخه عن عمار بن یاسر سمعت النبی صلی اللہ علیه و آله و سلم یقول ان للہ تعالی ملکا اعطاه اسماع الخلائق قائم علی قبری فما من احد یصلی علیّ صلاة الا بلغنیها ۔

ترجمہ ۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالی کا ایک فرشتہ ہے جس کو اس نے خلائق کی باتیں سننے کی قدرت عطا کی ہے وہ میری قبر پر کھڑا رہے گا ۔ جو کوئی مجھ پر درود پڑھے گا اس کو وہ مجھے پہونچائے گا ۔

۸ ۔ اخرج البیهقی فی حیاة الانبیاء و الابهانی فی الترغیب عن انس رضی اللہ تعالی عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه و آله و سلم من صلی علیّ مائة فی الجمعة و لیلة الجمعة قضی اللہ له مائة حاجة سبعین من حوائج الآخرة و ثلثین من حوائج الدنیا ثم وکل اللہ بذلک ملکا یدخله علیّ فی قبری کما یدخل علیکم الهدایا ۔ ان علمی بعد موتی کعلمی فی الحیوة ۔ و لفظ البیهقی یخبرنی من صلی علیّ باسمه و نسبه فاثبته عندی فی صحیفة البیضاء ۔

ترجمہ ۔ بیہقی نے حیاۃ الانبیاء میں اور اصبہانی نے ترغیب میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا جو شخص جمعہ یا شب جمعہ کو مجھ پر سو بار درود بھیجے گا اس کی سو حاجتیں پوری ہوں گی ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی ۔ پھر اس کے لئے اللہ تعالی ایک فرشتہ کو مقرر کرے گا جو اس کو مجھ پر میری قبر میں پیش کرے گا جس طرح کہ تم پر تحفے پیش کئے جاتے ہیں ۔ بیشک میرا علم میری وفات کے بعد ویسا ہی ہوگا

جیسا کہ میرا علم میری زندگی میں ہے ۔ اور بیہقی کی عبارت کا یہ مضمون ہے کہ وہ فرشتہ درود بھیجنے والے کا نام و نسب مجھے بتائے گا پس میں اس کو اپنے پاس روشن صحیفہ میں ثبت کرلوں گا ۔

۹ ۔ اخرج البیہقی عن انس رضی اللّٰہ عنہ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم قال ان الانبیاء لا یترکون فی قبورھم بعد اربعین لیلۃ و لکنھم یصلون بین یدی اللّٰہ سبحانہ و تعالی حتی ینفخ فی الصور۔

ترجمہ ۔ بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ انبیاء چالیس شب کے بعد اپنی قبروں میں نہیں چھوڑے جاتے بلکہ وہ خدا کے روبرو نماز پڑھتے ہیں اور ان کا یہی حال نفخ صور تک رہے گا ۔

۱۰ ۔ روی السفیان الثوری فی الجامع قال قال شیخ لنا عن سعید بن المسیب قال ما مکث نبی فی قبرہ اکثر من اربعین لیلۃ حتی یرفع ۔

ترجمہ ۔ سفیان ثوری نے جامع میں روایت کی ہے کہ ہمارے ایک شیخ نے سعید بن مسیب کا یہ قول نقل کیا کہ کوئی نبی اپنی قبر میں چالیس راتوں سے زیادہ نہیں ٹھہرا بلکہ اس کے بعد اٹھا لیا گیا ۔

بیہقی نے کہا کہ اس بناء پر کہ انبیاء علیہم السلام کا حال ویسا ہی جیسا کہ تمام زندوں کا ہے ۔ اور وہ اس جگہ قیام کرتے ہیں جہاں ان کو اللہ تعالی ٹھہراتا ہے ۔

حیات انبیاء پر قرائن و شواہد :- ۲ ۔ پھر بیہقی نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الممات پر چند شواہد بھی ہیں جو حسب ذیل ہیں ۔

(۱) قصہ معراج میں منقول ہے کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ و سلم انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت سے ملے اور آپ نے ان سے اور انہوں نے

آپ سے بات چیت کی ۔

(۲) قصہ معراج میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو حدیث مروی ہے اس میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو انبیاء کی ایک جماعت کے ساتھ پایا ۔ چنانچہ موسی کو دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں ۔ وہ لاغر اندام آدمی تھے ۔ ان کے بال ایسے گھونگرو والے تھے گویا کہ وہ قبیلہ شنوہ کے مردوں میں سے ہیں ۔ اور عیسیٰ کو بھی دیکھا کہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں ۔ اور ابراہیم کو بھی دیکھا کہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں ۔ ان سے بہت شباہت رکھنے والا تمہارا صاحب یعنی میں ہوں ۔ پھر جب نماز کا وقت آیا تو میں سب کا امام بن گیا ۔

(۳) حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا نفخ صور سے سب لوگ بیہوش ہوجائیں گے اور سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا ۔

بیہقی نے کہا کہ اس حدیث کے مضمون کی صحت اس پر موقوف ہے کہ اللہ تعالی نے انبیاء علیہم السلام کی ارواح کو مرنے کے بعد ان کے اجسام میں پھر واپس کردیا ۔ اور وہ اپنے رب کے نزدیک شہیدوں کی طرح زندہ ہیں ۔

چنانچہ جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو یہ لوگ بھی سب کے ساتھ بیہوش ہوجائیں گے ۔ پس بدیں اعتبار لفظ موت کا اطلاق صرف فقدان ادراک کے لحاظ سے ہے ۔

(۴) ابو یعلی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا " میں نے رسول اللہ صلی اللہ و سلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بیشک عیسیٰ بن مریم زمین پر اتریں گے ۔ اس کے بعد اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہوکے مجھے " یا محمد " کہہ کر پکاریں گے تو میں ضرور ان کو جواب دوں گا " ۔

(۵) الف ۔ ابو نعیم نے دلائل النبوہ میں سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا " میں جنگ حرہ کی راتوں کو رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کی مسجد میں تنہا تھا ۔ وہاں میرے سوا کوئی اور نہ تھا ۔ اس زمانے میں جب کسی نماز کا وقت ہوتا تھا تو میں قبر مبارک سے اذان کی آواز سنا کرتا تھا " ۔

ب ۔ زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں سعید بن مسید کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں جنگ حرہ کے زمانے میں جب تک تنہا رہا اور لوگ میرے پاس نہیں آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ کے مزار مبارک سے اذان و اقامت کی آواز برابر سنتا رہا ۔

ج ۔ ابن سعد نے طبقات میں سعید بن المسیب کا حال لکھا ہے کہ وہ جنگ حرہ کے زمانے میں مسجد نبوی میں بیٹھے رہا کرتے تھے اور لوگ اپنے کام میں لگے رہتے تھے ۔ ان کا بیان ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو میں اذان کی آواز سنا کرتا تھا جو مزار مبارک کی طرف سے آتی تھی ۔

د ۔ دارمی نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے کہ مجھے مروان بن محمد نے سعید بن عبد العزیز کی زبانی خبر دی ہے کہ انہوں نے کہا " جب حرہ کی لڑائی برپا ہوئی تو مسجد نبوی میں نہ اذان دی گئی اور نہ اقامت کی گئی لیکن سعید بن مسیب جو ہر وقت مسجد نبوی میں رہا کرتے تھے وہ ہر نماز کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی قبر شریف سے دھیمی آواز سنا کرتے تھے " ۔

ان سب اخبار سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم اور باقی انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد زندہ ہیں ۔ اللہ تعالی نے شہیدوں کی شان میں فرمایا ہے :-

حیات انبیاء پر تقریر شہادت :- ۲ ۔ و لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون ۔

ترجمہ : وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں ان کو مردہ ہرگز مت سمجھو ، بلکہ

وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے یہاں رزق کھاتے ہیں ۔

جب شہیدوں کو یہ معزز حیات عطا ہوئی تو انبیاء علیہم السلام بدرجہ اولی اس کے مستحق ہیں کیونکہ یہ زیادہ بزرگ و محترم ہیں ۔ دوسرے یہ کہ اکثر انبیاء وصف نبوت کے ساتھ وصف شہادت کے بھی جامع ہیں ۔ اس لئے وہ بھی اس آیت کے عموم الفاظ میں داخل ہوں گے ۔

ابو یعلی اور طبرانی نے نیز حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا " مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے قتل ہونے پر نو قسمیں کھانے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں ان کے عدم قتل پر ایک قسم کھاؤں ۔ اس لئے کہ اللہ تعالی نے آپ کو نبی بھی بنایا اور شہید بھی ۔

بخاری اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا " جس بیماری میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و سلم کا انتقال ہوا اس میں آپ فرماتے تھے کہ مجھے اس کھانے کا زہر جو میں نے خیبر میں کھایا تھا برابر محسوس ہوتا رہا ۔ یہاں تک کہ اب وہ وقت آگیا کہ اس زہر سے میری شہ رگ کٹ جائے " ۔

پس نص قرآن سے باعتبار عموم لفظ یا باعتبار عموم مفہوم موافقت کے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم اپنی مزار مبارک میں زندہ ہیں ۔

حیات انبیاء پر علماء کے اقوال :- ۳ ۔ بیہقی نے کتاب الاعتقاد میں بیان کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی روحیں وفات کے بعد پھر ان کے اجسام میں واپس کردی گئیں چنانچہ وہ اپنے رب کے پاس شہیدوں کی طرح زندہ ہیں ۔ قرطبی نے اپنے تذکرہ میں حدیث صعقہ کے متعلق اپنے شیخ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ " موت عدم محض کو نہیں کہتے بلکہ وہ خاص ایک حال سے

دوسرے حال کی طرف منتقل ہونے کا نام ہے ۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ شہید لوگ اپنے قتل و موت کے بعد زندہ رہتے ہیں ۔ روزی دیے جاتے ہیں ۔ ہشاش بشاش رہتے ہیں ۔ اور یہ صفت دنیا میں زندوں کی ہے اور جب یہ حال شہداء کا ہے تو انبیاء علیہم السلام بدرجہ اولی اس کے مستحق ہیں ۔

یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ زمین انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو نہیں کھاتی ۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے شب معراج میں انبیاء علیہم السلام سے بیت المقدس اور آسمان پر ملاقات کی اور موسی علیہ السلام کو دیکھا کہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ہے کہ " جو شخص مجھ پر سلام بھیجے گا میں اس کو اس کے سلام کا جواب دوں گا "۔ اس کے علاوہ اور بھی روایات ہیں ۔ ان سب کے مجموعہ سے یہ بات قطعاً ثابت ہوتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی موت کا مآل صرف یہ ہے کہ ہم سے اس طرح غائب ہیں کہ ہم ان کو نہیں پاسکتے گو زندہ و موجود ہیں اور ان کا حال فرشتوں کا سا ہے کہ وہ زندہ اور موجود ہیں مگر ہم میں سے کوئی ان کو نہیں دیکھتا بجز ان اولیائے کرام کے جن کو اللہ تعالی نے اپنی کرامات کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے ۔

بارزی سے پوچھا گیا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں ؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ بیشک زندہ ہیں ۔

استاد ابو منصور عبد القاہر بن طاہر بغدادی فقیہہ اصولی شیخ الشافعیہ نے انجاز مبین کے مسائل کے جوابات میں کہا ہے کہ ہمارے اصحاب میں سے ارباب تحقیق متکلمین کا قول یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں ۔ چنانچہ اپنی امت کی اطاعت و نیکی سے خوش اور گناہ و نافرمانی سے غمگین ہوتے ہیں اور آپ کی امت میں سے جو شخص آپ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود آپ کو پہنچایا جاتا ہے اور فرمایا ہے کہ انبیاء نہ سڑتے گلتے ہیں اور نہ

زمین ان کا کوئی جزء کھاتی ہے ۔ دیکھو موسی علیہ السلام اپنے زمانہ میں فوت ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے خبر دی کہ میں نے ان کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے ۔ اور حدیث معراج میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے موسی علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر دیکھا اور آدم علیہ السلام کو پہلے آسمان پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا اور انہوں نے آپ کے حق میں فرمایا " مرحبا بالابن الصالح " یعنی اے نیک فرزند خوش رہو ۔

جب یہ اصول ہمارے نزدیک پایہ صحت کو پہونچ چکا ہے تو ہم کو یہ ضرور ماننا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہوگئے اور اپنی نبوت پر دستور قائم ہیں (یہاں تک استاد ابو منصور کی تقریر ہے) ۔

شیخ السنۃ حافظ ابو بکر بیہقی نے کتاب الاعتقاد میں بیان کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی روحیں وفات کے بعد ان کے اجسام میں پھر واپس کردی گئیں ۔ چنانچہ وہ اپنے رب کے نزدیک شہیدوں کی طرح زندہ ہیں اور ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے معراج میں کئی انبیاء کو دیکھا اور نماز میں ان کی امامت کی اور یہ خبر دی ہے اور آپ کی خبر سچی ہے کہ ہمارا درود آپ پر پیش کیا جاتا ہے ہمارا سلام آپ کو پہونچایا جاتا ہے اور اللہ تعالی نے انبیاء علیہم السلام کے اجسام کا کھانا زمین پر حرام کیا ہے ۔

بیہقی نے کہا ہے کہ میں نے انبیاء کی حیات کے ثبوت میں ایک جداگانہ کتاب لکھی ہے ، اور بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی وفات کے بعد بھی اللہ کے نبی ، رسول ، صفی اور بہترین خلق ہیں ۔ " اللھم احینا علی سنتہ و امتنا علی ملتہ و اجمع بیننا و بینہ فی الدنیا و الآخرہ ۔ انک علی کل شیء قدیر " ۔

شیخ عفیف الدین یافعی نے کہا ہے کہ اولیاء اللہ پر ایسی ایسی کیفیتیں طاری

ہوتی ہیں جن سے وہ آسمان و زمین کے عجائبات کا مشاہدہ کرتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کو زندہ دیکھتے ہیں جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے موسی علیہ السلام کو ان کی قبر میں زندہ دیکھا اور شیخ موصوف نے کہا " یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ جو امر انبیاء علیہم السلام کے لئے بطور معجزہ کے جائز ہے وہ اولیائے کرام کے لئے بطور کرامت جائز ہیں بشرطیکہ تحدی نہ ہو اور فرماتے ہیں کہ سوائے جاہل کے اور کوئی اس سے انکار نہیں کرسکتا۔

علماء کے نصوص دربارہ حیات انبیاء بکثرت ہیں لیکن ہم اتنے پر ہی اکتفاء کرتے ہیں۔

سوال کی حدیث ثانی اور اس کی تاویلات

:- ٥ ۔ سوال کی دوسری حدیث کو احمد نے اپنی مسند میں، ابو داؤد نے اپنی سنن میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں بدیں سند نقل کیا ہے کہ ابو عبد الرحمن مقری نے حیوۃ بن شریح سے اور انھوں نے ابو صخرہ سے اور انھوں نے یزید بن عبد اللہ بن قسیط سے اور انھوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم فرماتے ہیں " ما من احد یسلم علیّ الا رد اللّٰہ الیّ روحی حتی ارد علیہ السلام "۔

ترجمہ :- جب کوئی مجھ پر سلام بھیجے گا اللہ تعالی میری روح کو میرے جسم میں لوٹا دے گا یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دوں گا۔

اس میں شک نہیں کہ بظاہر اس حدیث سے پایا جاتا ہے کہ آپ کی روح اقدس بعض اوقات جسد اطہر سے مفارقت کرتی ہے اور یہ مضمون احادیث مندرجہ بالا کے خلاف ہوتا ہے لیکن میں نے اس میں غور و فکر کی تو مجھے اس کے کئی جواب سوجھے جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) سب سے ضعیف یہ ہے کہ راوی کو حدیث کے کسی لفظ میں وہم ہوگیا ہے جس سے یہ اشکال پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ علماء نے بہت سی حدیثوں میں ایسا ہی

دعوی کیا ہے لیکن چونکہ اصل اس کے خلاف ہے اس لئے یہ دعوی قابل اعتماد نہیں ہوسکتا۔

(۲) سب سے قوی جواب جس کو صرف وہ شخص جان سکتا ہے جس کو عربیت میں کامل دستگاہ ہو یہ ہے کہ جملہ " رد اللّٰہ " جملیہ حالیہ ہے اور قاعدہ عربیت یہ ہے کہ جب فعل ماضی حال واقع ہوتا ہے تو اس میں لفظ " قد " مقدر مانا جاتا ہے جیسے آیت " و جاءوکم حصرت صدورھم " میں مقدر مانا گیا ہے یعنی " قد حصرت " پس اسی طرح حدیث کے اس جملہ میں بھی " قد " مقدر مانا جائے گا یعنی " قد رد اللّٰہ "۔ اور چونکہ جملہ ماضی ہے اس لئے اس کا وقوع اس سلام سے مقدم ہوگا جو ہر شخص سے صادر ہوتا ہے اور لفظ " حتی " اس حدیث میں تعلیلیہ نہیں ہے بلکہ مجرد حرف عطف ہے ' واؤ کے معنی میں۔ پس اس تقدیر پر حدیث مذکور کا مفہوم یہ ہوا کہ " ہر ایک شخص کا مجھ پر سلام بھیجنا اس حالت میں ہوگا کہ اس کے قبل اللہ تعالی کی طرف سے میری روح میرے جسم میں واپس آچکی ہوگی اور میں اس کے سلام کا جواب دوں گا "۔

ہماری اس تقریر سے اشکال کا بالکلیہ استیصال ہوجاتا ہے کیونکہ اشکال مذکور صرف اس خیال سے پیدا ہوا تھا کہ جملہ " رد اللّٰہ " حال یا استقبال کے معنی میں لیا گیا اور لفظ " حتی " تعلیلیہ مانا گیا اور جب ان دونوں لفظوں میں تاویل کردی گئی تو صحیح معنی نکل آئے۔

ہماری تقریر کی تائید ایک معنوی حیثیت سے بھی ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ اگر لفظ " رد " حال یا استقبال کے معنی میں لیا جائے گا تو سلام کی تکرار سے " رد " کی تکرار اور " رد " کے تکرار سے مفارقت روح کی تکرار لازم آئے گی اور تکرار مفارقت سے کئی محذور لازم آئیں گے۔

اول یہ کہ روح کی بار بار نکلنے سے جسد اطہر کو اذیت ہوگی یا اگر اذیت نہ

ہوگی تو ایک قسم کی ایسی بات پائی جائے گی جو تعظیم و تکریم کے خلاف ہوگی ۔

دوم یہ کہ یہ امر شہداء وغیرہ کی شان کے خلاف ہے کیونکہ ان میں سے کسی کے لئے یہ ثابت نہیں ہوا ہے کہ اس کی روح عالم برزخ میں بار بار نکلتی اور عود کرتی ہے تو پھر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و سلم کا رتبہ سب سے اعلی ہے بدرجہ اولی اس کے سزاوار ہے کہ آپ کی روح اقدس ہمیشہ جسد اطہر میں باقی رہے ۔

سوم یہ کہ یہ بات قرآن مجید کے خلاف ہے ۔ اس لئے کہ قرآن سے صرف دو موت اور دو حیات کا پتہ چلتا ہے اور تکرار بہت سی موت اور حیات کو مستلزم ہے اور یہ باطل ہے ۔

چہارم یہ کہ یہ امر احادیث متواترہ مذکورہ بالا کے خلاف ہے اور جو امر قرآن مجید و متواتر حدیث کے خلاف ہو اس کی تاویل واجب ہے اور اگر اس میں تاویل کی صلاحیت نہ ہو تو وہ باطل ہے ۔

لہذا واجب ہوا کہ حدیث مذکور میں وہ تاویل کی جائے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے ۔

(۳) لفظ " رد " بعض اوقات مفارقت پر نہیں دلالت کرتا بلکہ کنایۃ اس سے مطلق صیرورت مراد ہوتی ہے جیسے اس آیت میں جو حضرت شعیب علیہ السلام کا مقولہ ہے " قد افترینا علی اللّٰہ کذبا ان عدنا فی ملتکم "

کہا گیا ہے کہ اس میں لفظ " عود " سے مطلق صیرورت مراد ہے نہ منتقل ہونے کے بعد عود کرنا اس لئے کہ شعیب علیہ السلام کبھی ان کی ملت میں نہیں داخل ہوئے تھے ۔

اس تقریر پر حدیث مذکور میں لفظ " رد " کا استعمال اس لئے مستحسن ہوا کہ اس میں اور جملہ مابعد " حتی ارد السلام " میں لفظی مناسبت ملحوظ تھی پس لفظ " رد " کا ذکر صدر حدیث میں آخر حدیث کی مناسبت سے ہوا ہے ۔

(۴) سب سے زیادہ قوی جواب یہ ہے کہ " رد روح " سے یہ مراد نہیں ہے کہ روح بدن سے مفارقت کرنے کے بعد پھر اس میں واپس کی جاتی ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم برزخ میں احوال ملکوت میں مشغول اور مشاہدہ ربانی میں مستغرق ہیں جیسے آپ کی حالت دنیا میں وحی کے وقت اور دوسرے اوقات میں تھی ۔ پس آپ کا افاقہ " رد روح " سے تعبیر کیا گیا ۔ اور یہی قول علماء کا اس لفظ میں ہے جو معراج کے بعض احادیث میں واقع ہوا ہے اور وہ یہ ہے "فاستیقظت و اذا انا بالمسجد الحرام " یعنی میں بیدار ہوتے ہی مسجد حرام میں تھا ۔

یہاں استیقاظ سے مراد نیند سے بیدار ہونا نہیں ہے اس لئے کہ معراج خواب میں نہیں ہوئی ہے بلکہ عجائبات ملکوت کی غفلت و غشی سے افاقہ میں آنا مراد ہے ۔

اب میرے نزدیک لفظ " رد " کے سب جوابوں سے یہ جواب زیادہ قوی ہے اور پہلے میں نے دوسرے جواب کو ترجیح دی تھی ۔

(۵) یوں بھی جواب دیا جاسکتا ہے کہ " رد روح " استمرار کو مستلزم ہے ۔ اس لئے کہ کوئی وقت اطراف عالم میں کسی درود بھیجنے والے سے خالی نہ ہوگا پس لامحالہ کوئی زمانہ نہ نکلے گا جس میں روح بدن سے جدا ہو ۔

(۶) کبھی یہ توجیہ کی جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کو پہلے اس امر کی وحی ہوئی تھی اس لئے آپ نے اس کی خبر دی بعد ازاں یہ وحی ہوئی کہ آپ اپنی قبر میں ہمیشہ زندہ رہیں گے اس لئے اس کی خبر دیدی لہذا ان دونوں خبروں میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ خبر ثانی خبر اول سے مؤخر ہے ۔

یہ وہ جوابات ہیں جو اللہ تعالی نے میرے دل میں القاء فرمائے ہیں اور ان میں سے کوئی جواب ایسا نہیں ہے جو کسی سے منقول ہو ۔

پھر میں اس طرح لکھنے کے بعد شیخ تاج الدین فاکہانی مالکی کی کتاب " الفخر

المنیر فیما فضل به البشیر النذیر " دیکھی تو اس میں حسب ذیل تقریر نظر آئی۔

" ہم کو ترمذی کی یہ روایت پہونچی ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا جب کوئی مسلمان مجھ پر درود بھیجے گا میری روح مجھ پر لوٹا دی جائے گی۔ یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دوں گا۔ اس حدیث سے پایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم ہمیشہ زندہ ہیں اس لئے یہ امر عادۃ محال ہے کہ رات دن میں کوئی ایسا وقت پایا جائے جس میں کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم پر درود بھیجنے والا نہ ہو۔ اگر تم یہ اعتراض کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کا یہ فرمانا کہ " اللہ تعالی میری روح کو لوٹائے گا "۔

حیات دائمی کے ساتھ چسپاں نہیں ہوتا اور اس سے ایک ساعت سے کم مدت میں متعدد حیات و وفات کا لزوم ہوتا ہے اس لئے جیسا اوپر بیان کیا گیا کوئی زمانہ سلام بھیجنے والے سے خالی نہیں ہے بلکہ ایک ہی ساعت میں آپ پر متعدد سلام بھیجے جاتے ہیں تو اس کا جواب و اللہ اعلم بالصواب یہ ہے کہ یہاں روح سے مجازا نطق مراد ہے پس گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے یہ فرمایا کہ اللہ تعالی میرے نطق کو مجھ پر لوٹائے گا۔ گو آپ ہر وقت زندہ ہیں لیکن حیات کے ساتھ نطق کا وجود لازمی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی ہر ایک کے بھیجنے والے سلام کے وقت آپ کے نطق کو آپ کی طرف لوٹاتا ہے۔ علامت مجازیہ ہے کہ نطق بالفعل یا بالقوۃ روح میں تلازم ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے ایک متلازم کو دوسرے تلازم کے ساتھ تعبیر فرمایا۔ اور بعض اوقات اس کا اثبات یوں بھی کیا جاتا ہے کہ بموجب آیت " قالوا ربنا امتنا اثنتین و احییتنا اثنتین " روح کا عود صرف دو ہی مرتبہ ثابت ہے لہذا حدیث مذکور میں روح سے نطق مراد لینا چاہئے "۔ شیخ تاج الدین کی تقریر ختم ہوئی۔

شیخ تاج الدین کا جواب ہمارے مذکور بالا جوابات سے جداگانہ ہے۔ اگر یہ

جواب تسلیم کرلیا جائے تو یہ ایک ساتواں جواب ہوگا لیکن میرے نزدیک یہ جواب اس وجہ سے مردود ہے کہ اس کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم برزخ میں باوجود زندہ رہنے کے بعض اوقات نطق سے محروم کئے گئے ہیں۔ اور وہ نطق آپ کو اس وقت رد کیا جاتا ہے جب کوئی شخص آپ پر سلام بھیجتا ہے " اور یہ مقید مفہوم بہت قبیح بلکہ ممنوع ہے کیونکہ عقل و نقل اس کے برخلاف شاہد ہے۔

دلیل نقلی میں یہ ہے کہ جو نشانیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے برزخی حالات کی نسبت وارد ہوئی ہیں وہ اس امر کی تصریح کرتی ہیں کہ وہ اپنی مرضی کے موافق برزخ میں بولتے چالتے ہیں اور کسی بات سے منع نہیں کئے گئے ہیں بلکہ تمام مومنین اور شہداء وغیرہ بھی برزخ میں اپنی خواہش کے موافق گفتگو کرتے ہیں۔ کسی بات سے محروم نہیں کئے گئے ہیں اور کسی کی نسبت یہ نہیں آیا ہے کہ وہ برزخ میں گویائی سے محروم کیا گیا ہے بجز اس شخص کے جو بلا وصیت مرا ہو جیسا کہ ابو الشیخ نے کتاب الوصایا میں قیس بن قبیصہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ہے " من لم یوص لم یوذن له فی الکلام مع الموتی قیل یا رسول اللّٰہ و ھل یتکلم الموتی ؟ قال نعم و یتزاورون "۔

ترجمہ۔ جو شخص بلا وصیت مرا ہوگا اس کو مردوں سے بات کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ کہا گیا یا رسول اللہ ! کیا مردے بات کرتے ہیں فرمایا ہاں اور باہم ملاقات بھی کرتے ہیں۔

شیخ تقی الدین سبکی نے کہا " انبیاء و شہداء اپنی اپنی قبروں میں ویسے ہی زندہ ہیں جیسے دنیا میں زندہ تھے چنانچہ موسی علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس پر شاہد ہے کیونکہ نماز کے لئے زندہ جسم درکار ہے اسی طرح وہ صفات جو انبیاء

علیہم السلام کی نسبت قصہ معراج میں وارد ہوئی ہیں وہ سب اجسام کی صفات ہیں مگر اس حیات کے حیات حقیقی ہونے سے یہ نہیں لازم آتا جس طرح دنیا میں کھانے پینے کی حاجت تھی ویسے ہی آخرت میں بھی ہو ۔ البتہ ادراکات مثلاً علم و سماع یہ بیشک انبیاء علیہم السلام اور تمام مردوں کے لئے ثابت ہیں ۔

دلیل عقلی یہ ہے کہ نطق سے بعض اوقات روکنا ایک قسم کی قید و تعذیب ہے اسی لئے تارک وصیت کو یہ سزا دی گئی ہے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و سلم اس سے منزہ ہیں لہذا آپ کو وفات کے بعد ہرگز کسی طرح کی قید نہیں لاحق ہوسکتی چنانچہ آپ نے خود مرض وفات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا " لا کربۃ علی ابیک بعد الیوم " اے فاطمہ ! آج کے بعد سے تمہارے باپ پر کوئی سختی نہیں۔

علاوہ اس کے جب کہ شہداء اور تمام مومنین بجز مستثنیٰ لوگوں کے ممانعت نطق کی سزا نہیں دیئے گئے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کیلئے یہ کب جائز ہوگی ؟

شیخ تاج الدین کے کلام سے ایک دوسرا جواب نکلتا ہے اور اس کی تقریر یہ ہے کہ روح سے نطق مراد اور رد سے استمرار بلا مفارقت مراد ہے جیسا کہ ہم نے جواب سوم میں بیان کیا ہے لیکن فرق یہ ہے کہ اس تقدیر پر حدیث میں دو مجاز ہیں ایک لفظ " رد " میں اور دوسرا لفظ " روح " میں ۔ پہلا استعارہ تشبیہ ہے اور دوسرا مرسل ہے اور ہمارے جواب سوم کی تقریر میں صرف ایک مجاز لفظ " رد " میں مانا گیا ہے ۔

(۸) جواب مذکور سے ایک دوسرا جواب بھی پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ روح سے کنایتاً سمع مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس سمع کو جو خارق عادت ہے آپ پر رد کردے گا جس سے آپ مسلم کا سلام دور سے بھی سن لیں گے اور اس کے آپ تک پہونچنے میں قاصد کی وساطت کی

ضرورت نہ پڑے گی اور اس سے معمولی سمع مراد نہیں ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی دنیا میں ایک ایسی حالت ہوتی تھی جس میں آپ کی سماعت خارق عادت ہوتی تھی یہاں تک کہ آپ آسمان کے اوپر کی آواز سن لیا کرتے تھے جیسا کہ کتاب المعجزات میں بیان کیا گیا ہے اور آپ کی یہ سماعت بعض اوقات آپ سے منفک ہوجاتی تھی اور پھر عود کر آتی تھی ۔

اس میں کوئی قباحت نہیں اور آپ کی برزخی و دنیاوی حالت برابر ہے ۔

(۹) آٹھویں جواب سے ایک اور جواب بھی نکلتا ہے اور وہ یہ ہے کہ روح سے معمولی سمع مراد ہے اور " رد روح " سے استغراق ملکوتی اور مشاہدہ خاص سے ہوش میں آنا اور مطلب یہ ہے کہ جب دنیا کا کوئی آدمی آپ پر سلام بھیجے گا تو اس وقت آپ کو اللہ تعالیٰ اس کے جواب کی طرف متوجہ کردے گا اور جب جواب سے فارغ ہوں گے تو پھر اپنے استغراق اور مشاہدے میں مصروف ہوجائیں گے ۔

(۱۰) نویں جواب سے ایک اور جواب نکلتا ہے اور وہ یہ ہے کہ " رد روح " سے ایسے کاموں سے آزاد اور فارغ البال ہونا مراد ہے جن میں آپ عالم برزخ میں مشغول رہا کرتے ہیں مثلاً امت کے اعمال پر نظر کرنا اس کے لئے گناہوں سے مغفرت چاہنا اس کیلئے دفع بلیات کی دعا کرنا ۔ اطراف زمین میں نزول برکت کی غرض سے آمد و رفت کرنا اور صالحین امت کے جنازہ میں شریک ہونا کیونکہ یہ سب کام برزخ میں آپ کے اشغال میں سے ہیں جیسا کہ احادیث و آثار میں وارد ہوا ہے پس چونکہ آپ پر سلام بھیجنا بہترین اعمال اور بزرگ ترین عبادات سے ہے اس لئے سلام بھیجنے والے کو یہ خصوصیت عطا ہوئی کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و سلم اس کے لئے ایک لحظ اپنے ضروری اشغال سے فارغ ہوکر اس میں براہ عزت بخشی و معاوضہ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں ۔

یہ دس جواب ہیں جو سب کے سب میرے استنباط کئے ہوئے ہیں اور جاحظ

کا قول ہے کہ جب فکر و حفظ میں باہم میل جول ہوتا ہے تو اس سے عجیب عجیب باتیں پیدا ہوتی ہیں ۔

(۱۱) پھر مجھے گیارہواں جواب سوجھا اور وہ یہ ہے کہ روح سے روح حیات مراد نہیں ہے بلکہ اس سے راحت و مسرت مراد ہے جیسا کہ آیت " فروح و ریحان " میں ضمہ راء کی قرات پر روح سے راحت و مسرت مراد لی گئی ہے اور مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کو سلام بھیجنے سے مسرت و شادمانی ہوتی ہے اس لئے کہ سلام آپ کو مرغوب ہے اور یہی مسرت آپ کو جواب دینے پر آمادہ کرتی ہے ۔

(۱۲) پھر مجھے بارہواں جواب سوجھا اور وہ یہ ہے کہ روح سے وہ رحمت مراد ہے جو درود کے ثواب سے پیدا ہوتی ہے اور لفظ روح کبھی رحمت کے معنی میں بھی آتا ہے ۔

ابن اثیر نے " نہایہ " میں لکھا ہے کہ روح کا ذکر حدیث میں مکرر آیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے اور اس کے کئی معنی آتے ہیں لیکن غالب معنی اس روح کے ہیں جس سے بدن کا قیام ہوتا ہے اور کبھی اس کا اطلاق قرآن ، وحی ، رحمت اور جبرائیل پر بھی ہوتا ہے ۔

ابن منذر نے اپنی تفسیر میں حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے آیت " فروح و ریحان " میں راء ضمہ پڑھا اور یہ کہا کہ روح کے معنی رحمت کے ہیں "۔

اور اوپر حدیث انس رضی اللہ عنہ میں مذکور ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ درود قبر میں میرے پاس اسی طرح پیش کیا جاتا ہے جیسے تمہارے یہاں تحفے اور معاوضے پیش کئے جاتے ہیں " اس حدیث میں درود سے اس کا ثواب یعنی اللہ کی رحمت و انعام مراد ہے (پس حاصل مطلب یہ ہوا

کہ جب کوئی مجھ پر سلام بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کا ثواب یعنی اپنی رحمت مجھ کو پہنچائے گا اور میں اس کا جواب دوں گا ۔)

(۱۳) پھر مجھے تیرھواں جواب سوجھا اور وہ یہ ہے کہ روح سے مراد وہ فرشتہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے مرقد مبارک پر سلام پہنچانے کے لئے متعین ہے اور روح کا اطلاق جبرئیل علیہ السلام کے علاوہ اور فرشتوں پر بھی آتا ہے چنانچہ راغب نے کہا ہے کہ بزرگ ترین فرشتے ارواح کہلاتے ہیں ۔ پس اس صورت میں جملہ " رد اللہ الخ " کے معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ متعین فرشتے کو میرے پاس بھیجے گا " یہ آخری جواب ہے جو مجھے سوجھا ہے ۔ والعلم حق عند اللہ العلام ۔

تنبیہ :- شیخ تاج الدین کی مذکورہ بالا تقریر میں دو باتیں قابل لحاظ ہیں ۔

اول یہ کہ انھوں نے حدیث مذکور کو ترمذی کی طرف منسوب کیا ہے اور یہ غلط ہے بلکہ اس حدیث کو صحاح ستہ کے مصنفین میں سے صرف ابو داود نے نقل کیا ہے جیسا کہ حافظ جمال الدین نے " اطراف " میں ذکر کیا ہے ۔

دوم یہ کہ شیخ نے حدیث مذکور کو بلفظ " رد اللہ الیّ " نقل کیا ہے اور یہ اولیٰ و انسب ہے اس لئے کہ " الی " و " علی " کے تعدیہ میں ایک فرق لطیف ہے اور وہ یہ ہے کہ " رد " اہانت کی صورت میں علی کے ساتھ متعدی ہوتا ہے اور اکرام کی صورت میں " الی " کے ساتھ ۔ صحاح میں ہے کہا جاتا ہے " رد علیہ الشیء " جب کہ اس چیز کو قبول نہ کیا ہو اسی طرح " رد علیہ " جب کہ اس کو خطاوار ٹھہرایا ہو ۔ اور کہا جاتا ہے " ردہ الی منزلہ " یعنی اس کو اس کے گھر پہنچایا " و رد الیہ جوابا " یعنی اس کو جواب دیا " ۔

راغب نے کہا پہلی قبیل سے یہ آیات ہیں (۱) " یردوکم علی اعقابکم " (۲) " ردوھا علی " (۳) " و ترد علی اعقابنا " ۔ اور دوسری قبیل سے یہ

آیات (۱) " و لئن رددت الی ربی لاجدن خیرا منها منقلبا " (۲) " فرددناه الی امه " (۳) " ثم تردون الی عالم الغیب و الشهادة " (۴) " ثم ردو الی اللّٰہ مولاھم الحق "

واضح ہو کہ راغب نے کہا ہے رد کے ایک معنی تفویض کے بھی ہیں ۔ چنانچہ کہا جاتا ہے " رددت الحکم فی کذا الی فلان " یعنی میں نے اس کا فیصلہ فلاں کے تفویض کیا ہے اور یہی معنی ان آیات میں بھی ہیں ۔

(۱) " فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللّٰہ و الرسول " (۲) " ولو ردوہ الی الرسول و الی اولی الامر منھم " ۔

(۱۴) راغب کے اس قول سے حدیث مذکور کا چودھواں جواب بھی نکلتا ہے اس طرح پر کہ حدیث میں لفظ " رد " سے تفویض کے معنی اور لفظ " روح " سے رحمت کے معنی مراد لئے جائیں جیسے " صلاۃ اللہ " کے معنی اللہ کی رحمت کے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم پر سلام بھیجنے والا گویا اپنے سلام کے ذریعہ سے رحمت الہی کا خواستگار ہوتا ہے ۔ جیسا کہ اس حدیث سے پایا جاتا ہے " من صلی علیہ واحدہ صلی اللّٰہ علیہ عشرا " ؟

ترجمہ ۔ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ اس پر دس بار بھیجے گا ۔

اور یہ ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ صلاۃ اللہ کے معنی اللہ کی رحمت کے ہیں ۔ اس رحمت کے معاملہ کو اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے تفویض کیا ہے کہ آپ سلام بھیجنے والے کے لئے دعاء کریں جس سے اس کے سلام کو اجابت قطعی ہو جائے ۔ پس جو رحمت سلام بھیجنے والے کو پہنچتی ہے وہ محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء کی برکت اور رد سلام سے ہے اور یہ گویا سلام بھیجنے والے کے سلام قبول کرنے اور اس پر اجر و ثواب دینے کے لئے ایک طرح کی سفارش ہے ۔ اور " روحی " میں اضافت مجرد ملابست کی وجہ سے ہے ۔

اس تاویل پر حدیث مذکور کی نظیر وہ جملے ہیں جو حدیث شفاعت و حدیث معراج میں وارد ہوئے ہیں ۔ وہ یہ ہیں (۱) فیردھا ھذا الی ھذا و ھذا الی ھذا حتی ینتھی الی محمد صلی اللّٰہ علیہ و سلم ۔

اس شفاعت کو یہ اس کے اور وہ اس کے سپرد کرے گا یہاں تک کہ حضرت سید المرسلین کی نوبت آئے گی ۔

(۲) لقیتی لیلة اسری بی ابراھیم و موسی و عیسی (علیھم السلام) فتذاکروا فی امر الساعه فردوا امرھم الی ابراھیم فقال لا علم لی بھا فردوا امرھم الی موسی فقال لا علم لی بھا فردوا الی عیسی ۔

مجھے شب معراج میں ابراہیم و موسی و عیسی علیہم السلام ملے تو باہم قیامت کا چرچا ہوا ۔ سب نے اس امر کو ابراہیم علیہ السلام کے حوالہ کیا ۔ انہوں نے کہا مجھے اس کا علم نہیں پھر اس امر کو موسی علیہ السلام کے حوالہ کیا انہوں نے بھی کہا مجھے اس کا علم نہیں پھر اس کو عیسی علیہ السلام کے حوالہ کیا ۔

پس اس توجیہ کی بنا پر حدیث کے محصل معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالی اس رحمت کے معاملہ کو جو میرے سبب سے سلام بھیجنے والے کو حاصل ہوگی میرے تفویض کرے گا یہاں تک کہ میں خود اس کے لئے دعاء کا کفیل ہوں گا کہ اس کے سلام کے مقابلے میں بطور جواب لفظ سلام کو اپنی زبان سے ادا کروں گا اور اس کو دعا دوں گا ۔

(۱۵) پھر مجھے پندرھواں جواب سوجھا اور وہ یہ ہے کہ روح سے مراد وہ رحمت و رافت ہے جو فطری طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے قلب منور میں اپنی امت کے ساتھ پائی جاتی ہے جس سے آپ ہمیشہ اس پر مہربان رہتے ہیں ۔

اور صرف اس شخص سے بعض اوقات ناراض ہوتے ہیں جس کے گناہ بھاری

ہوتے ہیں اور جو اللہ کے نواہی کا مرتکب ہوتا ہے چونکہ آپ پر درود کا بھیجنا گناہوں کی بخشائش کا ذریعہ ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے " و اذا تکفی ھمک یغفر ذنبک " ۔ اس لئے آپ نے خبر دی کہ جو کوئی مسلمان خواہ اس کے گناہ کتنے ہی زیادہ ہوگئے ہوں مجھ پر سلام بھیجے گا اس پر میری فطری رحمت کا فیضان ہوگا یہاں تک کہ میں اپنے آپ اس کے سلام کا جواب دوں گا اور اس کا گناہ مجھے جواب دینے سے مانع نہ ہوگا ۔

اس میں شک نہیں کہ یہ تقریر نفیس اور بشارت عظیم ہے اور اس کے ساتھ یہ خوبی بھی ہے کہ حدیث مذکور کے جملہ " ما من احد " میں احد نفی خود مفید استغراق ہے اور اس پر " من " استغراقیہ کی زیادتی موکد استغراق پس " من " کی زیادتی سے استغراق کی ایسی تصریح ہوگئی کہ اب یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہاں عام سے خاص مراد ہے ۔

مجھے اللہ تعالی نے جتنے جوابات سمجھائے تھے اب وہ سب ختم ہوگئے ۔ اس کے بعد اگر اللہ تعالی کوئی اور جواب سمجھائے گا تو اس کو بھی اس میں شامل کردوں گا ۔ و اللّٰہ الموفق و المعین

تنبیہ :۔ بعد کو میں نے حدیث مذکور کو بیہقی کی کتاب " حیات الانبیاء " میں بلفظ " الا و قد رد اللّٰہ علی روحی " دیکھا تو خدا کا بہت شکر کیا اور اس سے یہ احتمال بہت قوی ہوگیا ہے کہ جس روایت میں لفظ " قد " ساقط ہوگیا ہے اس میں وہ محذوف ہے اور اس کا حذف راویوں کا تصرف ہے ۔ چنانچہ اس بات کو میں جواب دوم میں بیان کرچکا ہوں ۔

بیہقی کی اس روایت کی بناء پر اب میں جواب دوم کی ترجیح کی جانب مائل ہوگیا اور میرے نزدیک سب جوابوں سے زیادہ قوی ہے اور اس توجیہ کی بناء پر حدیث مذکور سے یہ خبر دینا مقصود ہے کہ اللہ تعالی موت کے بعد آپ کی روح کو آپ کے جسم میں پھر واپس کردے گا اور آپ ہمیشہ زندہ رہیں گے یہاں

تک کہ اگر کوئی شخص آپ پر سلام بھیجے گا تو آپ بھی بوجہ اپنی حیات کے اس کے سلام کا جواب دیں گے ۔ پس یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے قبر میں زندہ رہنے کے باب میں تمام مذکورہ بالا حدیثوں کے موافق ہے اور کسی طرح ان کی معارض نہیں ۔

اسی بناء پر بعض حفاظ حدیث نے کہا ہے کہ اگر ایک ہی حدیث ساٹھ طرق سے نہ لکھی جاتی تو وہ ہماری سمجھ میں نہ آتی اس لئے کہ بعض طرق میں بہ نسبت بعض کے زیادتی ہوتی ہے کبھی الفاظ متن میں اور کبھی اسناد میں ۔ پس طرق زائد سے طرق ناقص کے مخفی مطلب کی توضیح ہوجاتی ہے ۔ و اللہ اعلم و علمہ اتم و احکم

کتاب " انباہ الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء " تمام ہوئی ۔

و الحمد للّٰہ وحدہ و الصلاۃ و السلام علی من لا نبی بعدہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ و اولادہ و ازواجہ و ذریتہ و اھل بیتہ اجمعین ۔

سلسلہ فہرست مطبوعات مجلس اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ

تالیفات حضرت شیخ الاسلام مولانا حافظ محمد انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمۃ بانی جامعہ نظامیہ

فہرست کتب	قیمت
۱ ۔ مقاصد الاسلام حصہ اول تا یازدہم	مکمل سیٹ ۲۰۰ روپے

یہ حصص اخلاق ، تمدن ، فقہ اور کلام پر بحث ، عقل و درایت پر عالمانہ بحث ، انسان کی ترکیب ، خلق روح کا حال ، معرفت الٰہی پر مدلل بحث ، تحصیل علوم عربیہ مطابق نصاب نظامیہ پر ایک دلچسپ بحث ، فضائل حج ، تصوف کی تعریف ، معرفت الٰہی ، سزا جزا ، حالات جنت و دوزخ پر عقلی بحث ، عبد اللہ بن سبا کے حالات ، شہادت حضرت عثمانؓ ، فضیلت تقوی کا بیان ، عجائب جسمانی کے طبی حالات ، وحی کے اقسام ، عشق حقیقی ، شریعت کی ضرورت ، تفسیر سورہ ناس سے متعلق چند ارشادات و مضامین ، معجزات نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کا بیان ، حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق کے واقعات ، ضرورت اتباع صحابہ ، فضائل نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم پر مشتمل ہیں ۔

فہرست کتب	قیمت
۲ ۔ حقیقۃ الفقہ حصہ اول و دوم محدثین و فقہاء کے فرائض منصبی ، حدیث ، فقہ و اجتہاد پر مدلل بحث	۵۰ روپے
۳ ۔ کتاب العقل عقل کی حقیقت کہاں تک دینی ابواب میں چل سکتی ہے ، حکمت قدیمہ و جدیدہ کا بیان	زیر طبع
۴ ۔ انوار احمدی نبی کریم علیہ السلام کے فضائل	۳۰ روپے
۵ ۔ انوار الحق مرزا غلام احمد قادیانی کے رد میں	۲۵ روپے
۶ ۔ الکلام المرفوع حدیث موضوع کا بیان	۸ روپے
۷ ۔ شمیم الأنوار (فارسی کلام منظوم)	۳ روپے
۸ ۔ خلق افعال	زیر طبع
۹ ۔ خدا کی قدرت	زیر طبع
۱۰ ۔ انوار اللہ الودود	زیر طبع
۱۱ ۔ افادۃ الافہام حصہ اول و دوم مرزا غلام احمد قادیانی کی ازالۃ الاوہام کا جواب	زیر طبع
۱۲ ۔ انوار التمجید	زیر طبع
۱۳ ۔ مسئلۃ الربوا	ایک روپے

تالیف مولانا محمد غوث نائطی ارکاٹی علیہ الرحمۃ

فہرست کتب	قیمت
۱۴ ۔ نثر المرجان فی رسم نظم القرآن حصہ اول تا ہفتم (عربی) قرآن کے رسم خط نظم قرآن و اختلاف قواعد تجوید کا بیان	مکمل سیٹ ۱۲۰ روپے
۱۵ ۔ روح الایمان فی آیات تشریح القرآن مولفہ مولوی فتح الدین ازبر خوشالی	۱۲ روپے
۱۶ ۔ حیاۃ الانبیاء ترجمہ انباء الاذکیاء مولفہ مولوی حفیظ اللہ خان علیہ الرحمۃ	روپے
۱۷ ۔ مکارم الحفظ از مولوی حفیظ اللہ خان علیہ الرحمۃ حفاظ قرآن کے آداب و فضائل	۱۶ روپے
۱۸ ۔ السمع الاسمع خطبہ بے نقطہ (عربی) مولفہ احمد مکرم عباسی چریاکوٹی	۱ روپے

تالیفات مولوی غلام محمد برہان الدین

فہرست کتب	قیمت
۱۹ ۔ العروۃ الوثقی (عربی) رؤیت فضائل ، رؤیت آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم	زیر طبع
۲۰ ۔ الوسیلۃ العظمی (عربی) جواز قیام وقت ذکر میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم ، فضیلت مکہ معظمہ و مدینہ منورہ	زیر طبع
۲۱ ۔ فوز المرام ولی اور ولایت کی تعریف میں مدلل بحث	زیر طبع
۲۲ ۔ انوار البہیہ فی الاستعانۃ من خیر البریۃ استعانت از رسول کریم علیہ السلام	زیر طبع
۲۳ ۔ زاد السبیل الی دار الخلیل از مولوی سعد اللہ خانصاحب حج کی فرضیت و فضائل	زیر طبع
۲۴ ۔ سفر نامہ حرمین شریفین از مولوی محی الدین حسین دہلوی	زیر طبع
۲۵ ۔ خیر المواعظ جلد اول و ثانی (عربی ترجمہ فارسی) مولوی محمد زماں خان شہید مسائل طہارت ، صلوۃ ، زکوۃ ، صیام ، حج ، نکاح و طلاق اور مضامین متعلق خانہ داری و آداب اسلام کی بحث	زیر طبع
۲۶ ۔ مذہب منصور از مولوی منصور علی خان اصطلاحات صوفیہ وجودیہ و اسماء صفات الٰہیہ کی تفصیل	زیر طبع

۲۷ ۔ ہدایۃ المرتیل جلد اول و دوم از سید عبد الحی بخاری قرآن مجید صحیح پڑھنے کی تاکید اور غلط پڑھنے کی تہدید کا بیان اور قرآن شریف کے لغات بہ ترتیب حروف تہجی — زیر طبع
۲۸ ۔ مرجع غیب مولفہ مولانا سید غوث الدین قادری علم غیب کی بحث — زیر طبع
۲۹ ۔ اصطلاحات الصوفیہ (عربی) مولفہ مولوی کمال الدین اصطلاحات صوفیہ کی شرح — زیر طبع
۳۰ ۔ شرح الحجب و الاستار (عربی) مولفہ علامہ روزبھان فن تصوف کا ایک بے نظیر رسالہ — ۵ روپے
۳۱ ۔ عمران القلوب مولفہ مولوی معوان حسین بغرض حصول فیض و برکات، زیارت مزارات کے جواز پر بحث — زیر طبع

تالیف مولوی مشتاق احمد انبیٹوی

۳۲ ۔ انوار العاشقین ذکر ولادت آنحضرت علیہ السلام و حالات صحابہ و اہلبیت — زیر طبع
۳۳ ۔ تحقیق مسح الجوربین (فارسی) تحقیق مسح الجوربین — ایک روپے
۳۴ ۔ فیصلہ شاہ صاحب دہلوی وحدۃ الوجود کا ثبوت آیات قرآنی و احادیث سے — زیر طبع
۳۵ ۔ ثبوت ذکر جہر ذکر جہر کا ثبوت فتاوی و احادیث سے — ایک روپے
۳۶ ۔ تحفۃ السالکین سلوک و طریقت، اذکار و اشغال کا بیان — زیر طبع
۳۷ ۔ تفسیر سورہ اعلی (فارسی) سورہ اعلی کی تفسیر — ایک روپے
۳۸ ۔ الدلیل الاظہر پیشاب کرنے کے بعد ڈھیلے یا پتھر سے پاک کرنے کا ثبوت — زیر طبع

تالیف مولوی سلامت اللہ صاحب

۳۹ ۔ سخاوت الشرافت — زیر طبع
۴۰ ۔ شعائر اللہ فی فضائل شعر رسول اللہ موئے مبارک آنحضرت کی فضیلت — روپے
۴۱ ۔ رفع الحجاب عن مسئلۃ الخضاب مہندی و نیل کے خضاب کا ثبوت — ایک روپے
۴۲ ۔ احکام اللحی فی احکام اللحی — زیر طبع
۴۳ ۔ القول الاظہر مولفہ مولوی معین الدین علیہ الرحمۃ — ۲ روپے

۴۴ ۔ نقشہ جات فقہ مولفہ مولوی عبید اللہ منشی فاضل — زیر طبع
۴۵ ۔ فتاوی نظامیہ مولانا محمد رکن الدین مفتی اول جامعہ نظامیہ — روپے
۴۶ ۔ نقشہ انوار الفرائض مولفہ مولوی فتح الدین ازبر خوشابی — ۳ روپے
۴۷ ۔ الحجۃ البازغہ (عربی) از مولوی برکات احمد حکماء ٹونکی کا استدلال صورت جسمیہ پر — ۱۲ روپے
۴۸ ۔ سلام الاسلام مولفہ مولوی کاظم حسین شیفتہ نقوی کنتوری — روپے
۴۹ ۔ فیصلہ آسمانی مولفہ مولوی سید ابو احمد رحمانی فرقہ قادیانی کی تردید — زیر طبع
۵۰ ۔ غایۃ البیان فی مسائل صیام رمضان از مولوی محمود حسین خاں میسوری روزہ کے مسائل — زیر طبع
۵۱ ۔ شروط الائمۃ الخمسۃ (عربی) از مولوی ابوالفضل محمد بن طاہر اصول حدیث و شرائط حدیث کا بیان — ۱۰ روپے
۵۲ ۔ خلاصہ ملتقی الابحر (عربی) از مولوی غلام ابراہیم حلبی کی مشہور فقہ حنفی کی کتاب کا انتخاب — زیر طبع

تالیفات مولانا محمود الحسن خان ٹونکی

۵۳ ۔ معجم المصنفین حصہ اول تا چہارم (عربی) جملہ علوم و فنون، ائمہ اربعہ کی سوانح عمری اور معجم کی بحث — مکمل سیٹ ۸۰ روپے
۵۴ ۔ شمائل الاتقیاء (فارسی) مولفہ حضرت شیخ رکن الدین عماد الدین و پیر کاشانی خلد آبادی مسائل تصوف کا بیان — زیر طبع
۵۵ ۔ فتاوی لبس حریر و ابریشم — ۳ روپے

تالیفات مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی

۵۶ ۔ التعلیق الصبیح علی مشکوۃ المصابیح اول تا چہارم — زیر طبع
۵۷ ۔ فتاوی نوازل ابو اللیث سمرقندی — زیر طبع
۵۸ ۔ سرمایہ نجات تلنگی مترجمہ غلام محمد صاحب شوق — زیر طبع
۵۹ ۔ تفسیر مظہری اول و دوم مولانا ثناء اللہ پانی پتی — زیر طبع
۶۰ ۔ حمایت الصلوۃ اول و دوم مولانا محمد علیم الدین صاحب — روپے
۶۱ ۔ زکوۃ انگریزی — ۳ روپے
۶۲ ۔ مختارات الادب (عربی) زیدان بدران — روپے

ملک کی قدیم و عظیم اسلامی درسگاہ جامعہ نظامیہ کے دار الافتاء سے حضرت مولانا مفتی کبیر محمد رکن الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ مفتی اعظم جامعہ نظامیہ کے جاری کردہ فتاوی پہلی طباعت میں مسمی "فتاوی نظامیہ" تین جلدوں میں شائع ہوئے تھے، لیکن عرصہ دراز سے ناپید تھے۔ مجلس اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ نے اس کو دوبارہ تین جلدوں کو یکجا کرکے ایک ہی جلد میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ بہترین عصری انداز کی کمپیوٹر کتابت، آفسٹ طباعت اور دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ ملک کی ہر عدالت میں جامعہ نظامیہ کے فتاوی تسلیم کئے جاتے ہیں۔

فتاوی نظامیہ

○ کمپیوٹر کتابت ○ آفسٹ طباعت ○ عمدہ کاغذ ○ دیدہ زیب ٹائٹل

○ افادہ عام کے پیش نظر قیمت انتہائی واجبی ○

تاجرین اور کم از کم تین نسخے حاصل کرنے والوں کو چالیس فیصد رعایت دی جائے